© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسلمان مفکرین کی سابقہ تحقیق پر ہے، اس سے وہ اپنا مقصد واضح کرتے تھے اور یہ قابل غور بات ہے کہ اس قسم کی دریافتیں مغربی یورپ میں نہیں کی گئیں، بلکہ اس قسم کی دریافتیں قاہرہ کے ڈومینیکن انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹیل سٹڈیز جیسے مقامات میں ''سما'' کے مطالعہ کے ذریعے ہوئی ہیں۔ ان معاملات پر زیادہ جاندار رائے کے لیے

فی الحقیقت عیسائی مفکروں نے ترک اور بیزنطین کے درمیان فوجی تنازعات سے چند صدیاں قبل مغرب میں اسلامی فلسفیانہ روایات سے استفادہ کیا

ریمی بریگ کے مشہور و معروف مطالعہ سے رجوع کیا جا سکتا ہے، جو ''انوکھا یورپ'' (Eccentric Europe) کے نام سے انگریزی زبان میں شائع ہوئی، جس میں یورپ کے قیام کے سلسلے میں عیسائیت کے کردار کے بارے میں حالیہ بحثوں کی ہلکی سی جھلک نظر آتی ہے۔ اس کتاب میں ہمیں یہ یاددہانی کرائی گئی ہے کہ وہ سب کچھ جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ یہ یورپین ہے، اس کا آغاز کہیں اور ہوا۔ اس کی ابتدا یہودیت مع عیسائیت سے ہوئی اور بعد میں قرون وسطیٰ میں اسلام اور دیگر مذاہب کے فلسفیانہ اصولوں سے بھی استفادہ کیا جاتا رہا۔ فی الحقیقت عیسائی مفکروں نے ترک اور بیزنطین کے درمیان فوجی تنازعات سے چند صدیاں قبل مغرب میں اسلامی فلسفیانہ روایات سے استفادہ کیا لیکن بعد میں صلیبی جنگوں کے دوران مغربی قوتوں کے ہاتھوں یہ روایت زوال کا شکار رہی۔ پوپ نے پروفیسر خوری (Khoury) کی تحریر کی مثال دیتے ہوئے ہمارے سامنے مسلمان حکمرانوں کی یکطرفہ تصویر پیش کی ہے۔ حقیقت میں پوپ نے اسلام اور مغرب کے بارے میں جو خاکہ پیش کیا ہے، اس میں باہمی تبادلہ کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور

مغرب صدیوں سے اسلام کی جو تصویر پیش کرتا رہا ہے، اس کا کوئی ازخود تنقیدی جائزہ بھی موجود نہیں ہے۔

لیکن جونہی ہم دوسرے مآخذ کی طرف رخ کرتے ہیں، جن کا پوپ نے ذکر نہیں کیا ہے لیکن ان کے بیان میں اس کا ازخود اظہار ہوا ہے، جس سے اصل کہانی مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ میں جناب سمیر خلیل سمیر، ایس جے کو بیس سال سے جانتا ہوں کیونکہ عربی اور عیسائی ادب کے میدان میں ان کی سرکردہ تحریروں سے ہم مستفید ہوتے رہے ہیں۔ تاہم اس بحث پر مبنی اپنی حالیہ تحریر میں وہ پوپ سے اپنی قربت کا اظہار کرتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تحریر دوہری (یا مخالفانہ) سوچ کی پیداوار ہے، جس سے ان کی علمی استعداد کی تردید ہوتی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ان کے مقالے کا عنوان ''تہذیبوں کے ملاپ'' کا اعلان کرتا ہے جب کہ ان کا متن مخالفت سے بھرپور ہے اور اس متن میں کچھ نہایت ناپسندیدہ قسم کے غلط تصورات موجود ہیں۔ اس سیمینار کی مثال دیتے ہوئے جو کاسل گینڈولفو میں ۲۰۰۵ء میں منعقد ہوا، جناب سمیر اپنا مشاہدہ پیش کرتے ہیں کہ کس طرح سے پوپ نے ''زور دیا ہے کہ...... اسلام اور عیسائیت میں واضح فرق موجود ہے...... مذہبی نقطۂ نظر سے، اسلام کے ظہور پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن پاک محمد ﷺ پر نازل ہوا، یہ محمد ﷺ پر الہام نہیں کیا گیا۔ اس وجہ سے مسلمان خود کو اس بات کا مجاز نہیں سمجھتے کہ وہ قرآن پاک کی تشریح کریں، بلکہ وہ ان آیات پر کاربند رہتے ہیں، جو ساتویں صدی میں عرب میں نازل ہوئیں''۔ جناب سمیر نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''قرآن پاک کی مطلق نوعیت مکالمہ کو زیادہ مشکل بنا دیتی ہے، کیونکہ قرآن پاک کی تعبیر و تشریح کی گنجائش بہت کم ہے''۔ قرآن پاک پر تبصرہ کی اعلیٰ روایت جو یہودیوں کے مذہبی اور اخلاقی عقائد کے مطابق انجیل پر کیے گئے تبصرہ کے مساوی ہے، اس کے بارے میں

جرمنی: برلن کا ایک تاریخی چرچ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جناب سمیر بالکل بے خبر نظر آتے ہیں۔ تاہم ہماری متعلقہ روایات انجیل یا قرآن پاک کے مآخذ سے مختلف ہوسکتیں ہیں، قرآن کریم کا الہامی آغاز کبھی بھی قرآن کریم پر اسلامی تبصروں کے حوالے سے رکاوٹ کا سبب نہیں بنا، بلکہ اپنی تاریخ کے ہر آنے والے دور میں یہ کتاب مقدس اپنے اوپر تبصروں کو فروغ دیتی رہی ہے۔

سمیر اپنے تبصرے کے آخری حصے میں اسلام کے بارے میں پوپ کے خیالات کی تعریف کرتے ہوئے ایک نہایت ناپسندیدہ اور خطرناک قسم کا دعویٰ کرتے ہیں، جہاں سمیر پوپ کو سراہتے ہیں کہ ’’وہ صلیبی جنگوں، نو آبادیاتی نظام، مشنریوں، کارٹونوں وغیرہ کے معاملے پر معافی مانگنے کے جال میں نہیں پھنسے...... کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کے الفاظ مکالمے کو فروغ دینے کے لیے استعمال نہیں کیے جاسکتے، بلکہ مکالمے کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ بلاشبہ یہاں ہم پوپ کی نہیں، بلکہ جناب سمیر کی بات سن رہے ہیں اور یہ ان کے بیان کا بھرپور انداز ہے: ’’یہ وہ تجربہ ہے جو ہم مسلم دنیا کے بارے میں رکھتے ہیں، ایسے تمام اقدامات جو بہت ہی فیض بخش اور بدرجہ غائت روحانی ہیں، ان کا مقصد ماضی میں ہونے والے تاریخی واقعات کے سلسلے میں معذرت کرنا ہے، ایسے اقدامات کیے گئے ہیں اور یہ اقدامات مسلمان اپنا حساب چکانے کی غرض سے پیش کرتے ہیں۔ یہاں وہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے طور پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ غلطی پر ہیں۔ اس قسم کے اقدامات کبھی بھی مقابلے یا جوابی کارروائی کی کوئی چنگاری پیدا نہیں کرتے‘‘۔ یہاں بہت کم شرط یا حد بندی ہے، ’’ہمارے‘‘ اقدامات روحانیت اور فراخدلی کے اصولوں پر مبنی رہے ہیں، ان کے اقدامات متنازعہ رہے ہیں۔ ضمنی طور پر ’’ہم‘‘ سے مراد عرب کے عیسائی ہیں، جن سے سمیر خود کو وابستہ کرتے ہیں؛ دوسری طرف ’’مسلمان دنیا‘‘ ہے۔ یہاں کوئی ملاپ نہیں ہے۔ لیکن وہ بات جو مجھے جناب سمیر پر شبہہ کرنے کی طرف لے

جب مسلمان ابتدائی دور میں عرب سے بیزنطین کی سلطنت میں آئے، تو مسلمان وہاں کے شاہی نظام حکومت سے بہت متأثر ہوئے، جسے انہوں نے فوری طور پر نقل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

جاتی ہے، وہ ہے جناب سمیر کا اسلام کے بارے میں پوپ کا مشیر ہونا۔ آخر میں وہ یہ جذباتی تعریف کرتے ہیں کہ: ’’میں حقیقت میں پوپ، ان کے متوازن بیان اور ان کی صاف گوئی کو پسند کرتا ہوں۔ وہ کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے، وہ عقلیت کے نام پر انجیل کے اعلان کی اہمیت کی پُرزور وضاحت جاری رکھتے ہیں......‘‘ تاہم قرآنی روایات یا مسلم عیسائی تنازعات کے غلط تاریخی بیان کی صورت میں جناب سمیر ازخود بآسانی ’’عقلیت‘‘ سے پہلوتہی کر سکتے ہیں۔ اور ایسا کر کے وہ جارج وتجل کی طرح تنگ نظر سوچ کو بڑھانے والوں کی حمایت کر کے اپنی ہی عالمانہ اقدار کو بدنام کرتے ہیں۔

جارج وتجل نے اپنے حالیہ کالم جو کیتھولک اخبارات میں چھپا، اس میں اسلام کی بُری شبیہ کا عیسائی تاریخ کی اچھی تصویر کے ساتھ موازنہ کیا ہے۔ تاریخ کو درستگی یا صحت کے ساتھ بیان کرنا اس قسم کے مبصرین کے راستے میں کبھی بھی رکاوٹ نہیں

پولینڈ: ایک خوبصورت مسجد

رہا، کیونکہ بلاشبہ خود تنقیدی ان کے مجموعوں کا حصہ نہیں ہوتی۔ تاہم پاپائے روم کے مشیران کی جانب سے غیر محتاط تبصرے اور ان کی سوچی سمجھی الزام تراشیوں کو ایک قسم کا اعتماد عطا کر سکتے ہیں، جسے دانشمند قارئین رد کر دیں گے۔ حقیقت میں ایک ریٹائرڈ سفارت کار جو ملکی (Melchite) پادری بن گیا، اس نے مجھے یہ یاد دہانی کروائی کہ: جب مسلمان ابتدائی دور میں عرب سے بیزنطین کی سلطنت میں آئے، تو مسلمان وہاں کے شاہی نظام حکومت سے بہت متأثر ہوئے، جسے انہوں نے فوری طور پر نقل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں، تاہم مسلمان بیزنطین کے مفتوحین کی روحانیت سے نسبتاً کم متأثر ہوئے۔ شاید پوپ کے لیے یہ بہتر مشورہ ہوگا کہ وہ اس ثبوت پر زیادہ توجہ مرکوز کریں، جو ہم مسلمانوں کو پیش کرتے ہیں (یا پیش کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں) بہ نسبت ہمارے ان کارناموں کے، جن کی مسلسل اور مبالغہ آمیز انداز میں تعریف کی جاتی ہے۔ (وہ کیتھولکس افراد جو ہمارے پوپ پر اس قسم کی سخت تنقید سے شاید برہم ہو جائیں، انہیں یہ بات نوٹ کر لینی چاہیئے کہ میں نے پوپ کے بیان کے متن کو، نہ کہ ان کی شخصیت کو اس دلیل کے ذریعے پرکھا ہے، جس کی پوپ حمایت کرتے ہیں، ایک ایسی دلیل جس کا آغاز سقراط کی خود تنقیدی کی جستجو سے ہوا ہے۔)

ڈیوڈ بیوریل، سی۔ ایس۔ سی، یونیورسٹی آف نوٹرڈیم / ٹینٹر ایکیومینیکل انسٹی ٹیوٹ (یروشلم) ہیس برگ میں پروفیسر امریطس، ہیں۔

© rasailojaraid.com